8918- نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کے وجوب پر دلائل

سوال

میں ایک نیا مسلمان ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مسلمان شخص کے لیے فرضی نماز مسجد میں ادا کرنا افضل ہے، اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

ہم اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر اور اس کی تعریف کرتے ہیں جس نے آپ کو اسلام میں داخل ہونے کا شرف بخشا، یہ ایسی عظیم نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر کیا جائے وہ بھی کم ہے.

دوم :

مسلمان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ نماز اسلام کا سب سے عظیم عملی رکن ہے، اور مسلمان و کافر کے مابین یہی حد فاصل ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آیا ہے :

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

" آدمی اور شرک وکفر کے مابین حد نماز کا ترک کرنا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (82).

سوم :

نماز باجماعت کے حکم میں فقہاء کرام کے کئی ایک اقوال ہیں :

ان میں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ : نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے، اور شرعی دلائل بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں.

عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، اوزاعی، ابو ثور رحمہم کا قول یہی ہے اور امام احمد کا ظاہر مذہب یہی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے " المختصر المزنی " میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

" میں بغیر کسی عذر کے نماز باجماعت ترک کرنے کی رخصت نہیں دیتا "

شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے.

اس کے وجوب پر درج ذیل دلائل دلالت کرتے ہیں :

1- فرمان باری تعالی ہے :

.{جب آپ ان میں ہوں اوران کے لیے نماز کھڑی کو توچاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کرے}.النساء (102).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

خوف کی حالت میں جماعت کرانے کے متعلق اللہ تعالی کا یہ حکم اس کی دلیل ہے کہ حالت امن توزیادہ واجب ہے .

دیکھیں : الاوسط (135/4).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اس آیت سے استدلال کئی ایک وجوہ کی بنا پر ہے :

پہلی وجہ :

اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوانہیں باجماعت نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر اللہ تعالی نے دوسرے گروہ کے بارہ میں بھی دوبارہ یہی حکم دیتے ہوئے فرمایا :

.{اور چاہیے کہ دوسرا گروہ جس نے نماز ادا نہیں کی آئے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کرے}.

اس میں دلیل ہے کہ جب اللہ تعالی نے پہلے گروہ کے اس فعل کی ادائیگی کی بنا پر دوسرے گروہ سے اسے ساقط نہیں کیا تو یہ فرض عین ہونے کی دلیل ہے .

اور اگر نماز باجماعت ادا کرنا سنت ہوتی توسب عذروں میں سے خوف کی عذر کی بنا پر یہ بالاولی ساقط ہوتی، اور اگر فرض کفایہ ہوتی تو پھر پہلے گروہ کی ادائیگی کی بنا پر ساقط ہوجاتی، لہذا اس آیت میں نماز باجماعت فرض ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے، جو کہ تین وجوہات کی بنا پر ہے :

پہلی : پہلے اللہ تعالی نے اس کا حکم دیا، اور پھر دوبارہ حکم دیا، اور حالت خوف میں بھی اسے ترک کرنے کی رخصت نہیں دی .

دیکھیں کتاب : الصلاۃ وحکم تارکھا (137-138).

2- فرمان باری تعالی ہے :

.{اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرتے رہو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو}.البقرۃ (43).

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ : اللہ سبحانہ وتعالی نے رکوع کرنے کا حکم دیا اور یہ نماز ہے، جسے رکوع سے تعبیر اس لیے کیا کیونکہ نماز کے ارکان میں سے ہے، اور نماز کو اس کے ارکان اور واجبات سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے سجود، اور قرآن اور تسبیح کا نام دیا ہے تو پھر ارشاد ربانی .{رکوع کرنے والوں کے ساتھ}. کا کوئی اور فائدہ ہونا چاہیے اور یہ نمازیوں کی جماعت کے ساتھ کے علاوہ کچھ نہیں ہوسکتا، اور معیت اس کا فائدہ دیتی ہے .

جب یہ ثابت ہوگیا تو امر صفت یا حال کے ساتھ مقید ہے، جب تک اس صفت یا حالت کے مطابق نہیں کیا جاتا تا اس پر عمل نہیں ہوگا؛ اگر یہ کہا جائے کہ یہ اس فرمان باری تعالی سے ختم ہوجاتا ہے :

.{اے مریم تو اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر}.آل عمران (43).

عورت پر نماز باجماعت ادا کرنا واجب نہیں، کہا گیا ہے کہ : یہ آیت ہر عورت کے لیے نہیں بلکہ مریم کو یہ خاص حکم دیا گیا، بخلاف اس فرمان ہے :

.{اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو}.

مریم کو وہ خاصیت حاصل تھی جو دوسری عورتوں کو نہیں؛ کیونکہ ان کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ اللہ تعالی اور اس کی عبادت کے لیے آزاد ہے اور مسجد میں ہی رہے گی، وہاں سے نہیں نکلے گی، لہذا حکم دیا گیا کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ نماز ادا کرے، اور جب اللہ تعالی نے سب عورتوں پر اسے چن لیا اور پاک کیا تو اسے اپنی طاعت کا حکم دیا جو باقی عورتوں کے علاوہ صرف اس کے ساتھ ہی خاص تھا.

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم یقینا اللہ تعالی نے تجھے چن اور پاک کیا اور جہان کی عورتوں پر چن لیا، اے مریم اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدہ کر، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر}.آل عمران (42-43).

اگر یہ کہا جائے کہ : رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کریں یہ ان کی رکوع کی حالت میں ان کے ساتھ رکوع کرنے کے وجوب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جس طرح انہوں نے کیا اسی طرح کا عمل کرنے پر دلالت کرتا، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے :

.{اے ایمان والو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور سچائی اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ}.التوبۃ (119).

چنانچہ معیت فعل میں مشارکت کا تقاضا کرتی ہے، اس سے اس میں مقارنہ لازم نہیں آتا.

اس کا جواب یہ ہے کہ : حقیقت میں مابعد کی ماقبل کے ساتھ مصاحبت ہو تو معیت ہوتی ہے، اور یہ مصاحبت مشارکت سے زائد امر کا فائدہ دیتی ہے، اور خاص کر نماز میں.

اور اگر یہ کہا جائے کہ : جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو، یا میں نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی، تو اس سے ان کا جماعت میں اکٹھے ہونے کے علاوہ کچھ اور ثابت نہیں ہوتا.

دیکھیں : الصلاۃ و حکم تارکھا (139-141).

3-ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ جمع ہو جائے تو پھر میں نماز کے لیے اذان کا حکم دوں اور پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور پھر میں ان مردوں کے پیچھے جاؤں اور انہیں گھروں سمیت جلا ڈالوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اسے موٹی سے گوشت والی ہڈی حاصل ہوگی، یا پھر اسے اچھے سے دو پائے کے کھر حاصل ہونگے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر ہوں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (618) صحیح مسلم حدیث نمبر (651).

العرق : ہڈی.

المرماۃ : بکری کے پائے میں دونوں کھروں کے درمیان گوشت.

الظلف : کھر.

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" منافقین کے لیے سب سے بھاری عشاء اور فجر کی نماز ہے ، اگر انہیں علم ہو کہ اس میں کیا (اجر وثواب) ہے تو وہ اس کے لیے ضرور آئیں چاہے گھسٹ کر آئیں ، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں پھر ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں ، اور پھر اپنے ساتھ کچھ آدمی لیکر جاؤں جن کے ساتھ لکڑیوں کا ایندھن ہو اور جو لوگ نماز کے لیے نہیں آئے انہیں گھروں سمیت جلا کر راکھ کر دوں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (626) صحیح مسلم حدیث نمبر (651).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے گھروں کو جلانے کا اہتمام کرنا نماز باجماعت واجب ہونے کا سب سے بڑا بیان ہے ، کیونکہ یہ جائز نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مندوب اور اس چیز سے پیچھے رہنے والے کو جلا کر راکھ کریں جو فرض نہیں.

دیکھیں : الاوسط (134/4).

صنعانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

یہ حدیث نماز باجماعت فرض ہونے کی دلیل ہے نہ کہ فرض کفایہ کی کیونکہ فرض کفایہ کی صورت میں جب کچھ لوگ ادا کرلیں تو دوسرے سزا کے مستحق نہیں ٹھرتے ، اور کسی واجب اور فرض فعل کو ترک کرنے یا پھر حرام فعل کو سرانجام دینے والے کو ہی سزا ہوتی ہے.

دیکھیں : سبل السلام (2/18-19).

4- ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ :

" ایک نابینا (یہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ تھے) شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مسجد تک لانے کے لیے کوئی شخص نہیں ، انہوں نے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت طلب کی ، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی ، اور جب وہ جانے کے لیے پلٹا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمانے لگے :

کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو ؟ تو اس نے جواب دیا : جی ہاں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پھر آیا کرو "

اور ابوداود حدیث نمبر (552) اور ابن ماجہ حدیث نمبر (782) کے الفاظ یہ ہیں :

" تیرے لیے رخصت نہیں "

امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث کی سند کے بارہ میں صحیح یا حسن کہا ہے.

دیکھیں : المجموع (164/4).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب نابینا شخص کو رخصت نہیں، تو پھر آنکھوں والے شخص کو بالاولی رخصت نہیں ہوگی.

دیکھیں : الاوسط(134/4).

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا شخص جسے مسجد میں لانے کے لیے کوئی دوسرا شخص نہ تھا رخصت نہیں دی تو پھر اس کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے بالاولی رخصت نہیں.

دیکھیں : المغنی قدامہ(3/2).

5-ابن مسعود رضی اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالی کو مسلمان ہو کر ملے تو اسے یہ نمازیں وہاں ادا کرنے کا التزام کرنا چاہیے جہاں اذان ہوتی ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن الھدی مشروع کیں، اور یہ سنن الھدی میں سے ہیں، اگر اپنے گھر میں پیچھے رہنے والے شخص کی طرح تم بھی اپنے گھروں میں نماز کرو تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کردیا، اور اگر تم اپنے نبی کی سنت ترک کروگے تو تم گمراہ ہوجاؤ گے، جو شخص بھی اچھی طرح وضوء کر کے ان مساجد میں سے کسی ایک مسجد جائے تو ہر قدم کے بدلے اللہ تعالی ایک نیکی لکھتا اور ایک درجہ بلند کرتا، اور اس کی بنا پر ایک برائی کو مٹاتا ہے، ہم نے دیکھا کہ منافق جس کا نفاق معلوم ہوتا وہی اس سے پیچھے رہتا، ایک شخص کو لایا جاتا اور وہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر آتا اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا)

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنن الھدی کی تعلیم دی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے وہاں نماز ادا کرنا سنن ھدی میں شامل ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر(654).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

وجہ دلالت یہ ہے کہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت سے پیچھے رہنے کو ان مفاقین کی علامت قرار دیا جن کا نفاق معلوم ہو؛ اور کسی مستحب فعل کا ترک اور کسی مکروہ فعل کو سرانجام دینا نفاق کی علامت نہیں.

اور جو شخص سنت میں علامات نفاق تلاش کرے تو اسے یہ علامات کسی فریضہ کے ترک کرنے، یا پھر کسی حرام فعل کے ارتکاب میں ملیں گی، اور اس معنی کی تاکید اس طرح فرمائی :

" جسے یہ اچھا لگتا ہے کہ وہ کل اللہ تعالی کو مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان نمازوں کی ادائیگی وہاں کرے جہاں اذان ہوتی ہے "

اور اسے ترک کر کے گھر میں نماز ادا کرنے والے کو پیچھے رہنے والا اور سنت کے تارک کا نام دیا، یہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ طریقہ ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیرا تھے، اور ان کی وہ شریعت ہے جو انہوں نے اپنی امت کے لیے مشروع کی.

اس سے وہ سنت مراد نہیں کہ جو چاہے اس پر عمل کر لے، اور جو چاہے اسے ترک کر دے؛ اور اگر وہ اسے ترک کر دے تو گمراہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی یہ نفاق ی علامات میں شامل ہوں، جیسا کہ چاشت کی نماز، اور قیام اللیل، اور سوموار اور جمعرات کا روزہ ترک کرنا.

دیکھیں : الصلاۃ وحکم تارکھا صفحہ (146-147).

6-اجماع صحابہ :

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

صحابہ کرام کا اجماع ہم اس کی نصوص بیان کرتے ہیں :

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا قول گزر چکا ہے کہ : ہم دیکھتے تھے کہ اس سے پیچھے رہنے والا صرف معلوم نفاق والا منافق ہی ہوتا.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں :

جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے اسے قبول نہ کیا یعنی نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز ہی نہیں.

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

جس نے اذان سنی اور بغیر عذر کے اسے قبول نہ کیا یعنی نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز ہی نہیں.

علی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

مسجد کے پڑوسی کی مسجد کے علاوہ کہیں نماز ہی نہیں ہوتی، ان سے کہا گیا : مسجد کا پڑوسی کون ہے ؟

تو انہوں نے جواب دیا : جس نے اذن سنی.

حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں :

جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی.

علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے :

مسجد کے پڑوسیوں میں سے جس نے بھی اذان سنی اور وہ صحیح وتندرست ہو تو بغیر کسی عذر کے اس کی نماز نہیں.

الصلاۃ وحکم تارکھا (153).

دلائل تو بہت ہیں لیکن ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں، مزید تفصیل کے لیے آپ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی کتاب : "الصلاۃ وحکم تارکھا" کا مطالعہ کرسکتے ہیں، اس میں بہت تفصیل اور فوائد ہیں.

اور اس کے علاوہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کا "وجوب اداء الصلاۃ فی جماعۃ" کے موضوع پر رسالہ بھی مفید ہے.

واللہ اعلم.